(۴۳)

(۱) تحریک جدید سال پنجم کے وعدوں کی آخری میعاد دس فروری ہے
(۲) آئندہ سال خصوصیت سے ہندو دوستوں کو جلسہ پر لانے کی کوشش کی جائے

(فرمودہ ۳۰؍ دسمبر ۱۹۳۸ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''پہلے تو میں تحریک جدید سال پنجم کی میعاد کے متعلق آج یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال کا چندہ لکھوانے کی آخری تاریخ دس فروری ہے (میں نے خطبہ میں 31 جنوری کہا تھا مگر خطبہ دیر سے شائع ہو رہا ہے دس فروری آخری میعاد کر دی ہے) اس وقت تک میں یہ اعلان نہیں کر سکا تھا۔ کیونکہ پہلے خطبہ میں تو یہ بات مجھ سے نظر انداز ہوگئی اور بعد میں میں نے سمجھا اب تو دوست جلسہ سالانہ پر آنے ہی والے ہیں اب اگر اس چندہ کی میعاد کے متعلق اعلان کیا گیا تو اس کا چنداں فائدہ نہ ہوگا سو آج میں اعلان کرتا ہوں کہ تحریک جدید کے پانچویں سال کا چندہ لکھوانے کی آخری تاریخ ہندوستان میں رہنے والوں کے لئے ، بنگال اور مدراس کے

اصل باشندوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے کہ وہاں کی زبان مختلف ہے اور ہم ہمیشہ وہاں کے رہنے والوں کو زیادہ عرصہ دیا کرتے ہیں، دس فروری ہے۔ پس دوستوں کی طرف سے وہی وعدے قبول کیئے جائیں گے جو یا تو اس عرصہ میں دفتر پہنچ جائیں گے یا جن پر ڈاکخانہ کی مہر ۱۱رفروری کی ہوگی کیونکہ دس فروری جو آخری تاریخ ہے اسلئے شام کو اگر کوئی وعدہ لکھوانا چاہےتو اسی روز اس کا خط ڈاکخانہ سے روانہ نہیں ہوسکتا اس کا خط بہر حال گیارہ فروری کو روانہ ہو سکے گا۔

پس گیارہ فروری کی مہر جس خط پر ہوگی اسکے وعدہ کو بھی قبول کرلیا جائے گا ہاں ہندوستان کے صوبوں میں سے بنگال اور مدراس کی جماعتوں کے وعدے اور اسکے علاوہ ان تمام جماعتوں کے وعدے جو ایشیا اور افریقہ میں ہیں۔ 30 اپریل تک قبول کیے، جاسکتے ہیں جیسے ایسٹ افریقہ ہے، عراق ہے، یوگنڈا ہے، ٹانگا نیکا ہے، اسی طرح دوسری طرف سماٹرا اور جاوا وغیرہ ہیں مغربی ممالک کیلئے جو زیادہ فاصلہ پر ہیں آخری میعاد ۳۰رجون ہوگی۔ جیسا کہ گزشتہ سالوں سے ہوتا چلا آیا ہے یہ رعایت اس لئے ہے کہ وہاں خطبوں کے پہنچنے میں کئی ہفتے لگ جاتے ہیں پھر ان کی زبان اور ہے اور ان تک بات پہنچانے میں وہاں کے کارکنوں کو تحریک کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔

اس سلسلہ میں مَیں بعض اور باتیں بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں جو ملاقات کے ایام میں چندہ تحریک جدید کے متعلق میرے سامنے آئیں اور جلسہ سالانہ کے ایام میں لوگ ان کے متعلق مجھ سے پوچھتے رہے ہیں۔ یہ سوالات میرے اس اعلان کے متعلق ہیں جو میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر کیا تھا کہ چندہ تحریک جدید میں آخر تک حصہ لینے والوں کی جو لسٹ بنائی جائے گی وہ دو حصوں میں منقسم ہوگی، ایک تو ان لوگوں کی فہرست ہوگی جنہوں نے اس تحریک میں قانون کے مطابق کمی کر کے باقاعدہ دس سال تک چندہ دیا ہوگا یا یکساں دیتے چلے گئے ہوں گے۔ اپنے چندہ میں کمی کرنیوالوں کی وجہ میری سمجھ میں آجاتی ہے مگر ہر سال یکساں چندہ دینے والوں کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایک شخص جسے پانچ روپے چندہ دینے کی توفیق نہ تھی اس نے دوسرے دور کے دوسرے سال میں ساڑھے چار کر دیئے اور اس سے اگلے سال قانون کے مطابق اس کے ذمہ چار روپے رہ گئے اور پھر اس سے اگلے سال

ساڑھے تین رہ گئے اور پھر تین تین روپے وہ تین سال متواتر دیتا رہا یا دوسرے دور کے پہلے سال اس نے دس روپے دیئے تو اگلے سال نو روپے رہ گے، پھر نو کے آٹھ رہ گئے، پھر آٹھ کے سات رہ گئے، سات کے چھ رہ گئے، چھ چھ روپے وہ باقاعدہ تین سال تک دیتا رہا لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ شخص جو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں نہایت معمولی زیادتی کے ساتھ شامل ہوسکتا ہے وہ چندہ ہر سال برابر کیوں دیتا رہا مثلاً وہ شخص جس نے پہلے سال پانچ روپے چندہ میں دیئے اور پھر ہر سال وہ پانچ روپے ہی دیتا رہا اس نے یقیناً اس بات کو نہیں سمجھا کہ وہ بہت ہی معمولی قربانی کے ساتھ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل ہوسکتا تھا مگر اس نے اس طرف توجہ نہیں کی مثلاً وہ شخص جس نے پہلے سال پانچ روپے دیئے جبکہ وہ دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ دے کر، تیسرے سال پانچ روپے دو آنہ دے کر، چوتھے سال پانچ روپے تین آنے دے کر، پانچویں سال پانچ روپے چار آنے دے کر، چھٹے سال پانچ روپے پانچ آنے دے کر، ساتویں سال پانچ روپے چھ آنے دے کر، السابقون اور ہر سال قدم آگے بڑھانیوالوں میں شامل ہوسکتا تھا تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں وہ چند آنوں کی زیادتی میں بخل سے کام لے کر سابقون کے درجہ میں شامل نہ ہوا اور ہر سال پانچ روپے ہی دیتا چلا گیا۔ جب ہر سال کے چندہ میں محض ایک آنہ کی زیادتی اسے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل کرسکتی ہے تو یقیناً اگر کوئی شخص یہ زیادتی نہیں کریگا تو اس کے متعلق یہ سمجھا جائیگا کہ یا تو اس نے ناواقفیت اور عدمِ علم کی وجہ سے ایسا نہیں کیا اور یا پھر اسکے دل میں سابق ہونے کی ایسی قدر نہیں ہے۔ تو قاعدہ کے مطابق جن دوستوں نے اپنے چندہ میں کمی کی ہے ان کی اس کمی کی حکمت تو میری سمجھ میں آسکتی ہے اور میں مان سکتا ہوں کہ مالی مشکلات کی وجہ سے وہ کمی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں مگر وہ لوگ جو ہر سال برابر چندہ دیتے رہے ہیں ان کے اس یکساں چندہ دینے کی حکمت میری سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ وہ بِلا وجہ ایک عظیم الشان ثواب کے حصول سے محروم رہتے ہیں۔ بیشک ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ پچھلے سال میں نے پانچ روپے چندہ میں دیئے تھے اس سال چھ روپے چندہ دینے کی مجھے توفیق نہیں مگر ہم کب کہتے ہیں کہ زیادتی ضرور ایک روپیہ ہی کی ہونی چاہئے۔ ہم نے زیادتی کے متعلق کوئی تعیین نہیں کی اور جب زیادتی کے متعلق ہماری طرف سے کوئی تعیین نہیں تو یہ زیادتی

پانچ روپے ایک آنہ دے کر بھی ہو سکتی ہے بلکہ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ہو سکتی ہے اور اگر صرف ایک پیسہ کو زیادتی کی وجہ سے کوئی شخص اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہو سکتا ہو تو کیا یہ نادانی نہیں ہوگی کہ دس روپے چندہ دینے والا ہمیشہ دس روپے ہی دیتا رہے یا سو روپے چندہ دینے والا ہمیشہ سو روپیہ ہی دیتا رہے اور نہایت معمولی سی زیادتی کر کے وہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْن میں شامل نہ ہو جائے۔

ہماری جماعت کے ایک دوست ہیں جو نہایت ہی مخلص اور سادہ طبیعت کے ہیں کئی موقعوں پر میں نے ان میں سلسلہ سے اخلاص اور محبت کا تجربہ کیا ہے انہوں نے گزشتہ سال ۱۱۵ روپے چندہ میں دیئے اس سال پھر انہوں نے ۱۱۵ روپے کا وعدہ کیا اس پر میں نے انہیں لکھا کہ آپ بڑی آسانی سے اس سال ۱۱۶ روپے دے کر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہو سکتے ہیں چنانچہ گو میں نے انہیں ایک روپیہ کی زیادتی کیلئے ہی مشورہ دیا تھا مگر انہوں نے جوش اخلاص میں اپنے وعدہ کو اور زیادہ بڑھا دیا۔ تو بعض لوگ اصل حقیقت کو سمجھے نہیں وہ سمجھتے ہیں شاید اگر ہم نے ایک سال پانچ روپے چندہ میں دیئے ہیں تو دوسرے سال جب تک دس روپے نہیں دیں گے زیادتی نہیں سمجھی جائے گی حالانکہ ہمیں تو ایمان کی زیادتی کا ثبوت چاہئے خواہ وہ ایک پیسہ سے ہو خواہ ایک آنہ سے ہو، خواہ دو آنہ سے ہو، خواہ تین آنہ سے ہو، خواہ چار آنہ سے ہو اور خواہ وہ دس بیس یا سو دو سو روپیہ کے ذریعہ سے ہو۔ تو کمی کرنے والوں کی حکمت میری سمجھ میں آجاتی ہے کیونکہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے اور ہماری مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم زیادتی کریں مگر جو ہر سال یکساں چندہ دیتے ہیں ان کے اس فعل کی حکمت میری سمجھ سے بالا ہے جبکہ وہ نہایت ہی معمولی زیادتی کر کے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہو سکتے ہیں مثلاً وہ شخص جس نے سات سالہ دور میں سے پہلے سال پانچ روپے چندہ دیا ہے وہ اگر ہر سال قاعدہ کے مطابق دس فی صدی کمی کرتا اور آخری تین سالوں میں چالیس فیصدی کمی پر ٹھہر کر دو سال مسلسل چندہ دیتا تو وہ نو روپے بچاتا ہے دس روپے دینے والا سات سال میں اس کمی کے نتیجہ میں اٹھارہ روپے بچاتا ہے، بیس روپے دینے والا چھتیس روپے بچاتا ہے اور اگر کوئی سو روپے دینے والا تھا تو وہ سات سال میں ایک سو اسی روپے بچاتا ہے۔

پس اس کے فعل کی حکمت تو میری سمجھ میں آسکتی ہے مگر یہ جو برابر چندہ دیتے چلے جاتے ہیں اور ہر سال مثلاً پانچ روپے یا دس روپے ہی چندہ دے دیتے ہیں انکا یہ طریق میری سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ وہ محض پیسے کی زیادتی سے بھی یا ایک آنہ یا چار آنہ یا ایک روپیہ کی زیادتی سے بھی سابقون میں شامل ہوسکتے تھے۔ اگر وہ ہر سال ایک پیسہ کی ہی زیادتی کریں تو سات سال میں سوا پانچ آنے کی زیادتی بنتی ہے۔ اب میرے لئے یہ تسلیم کرنا بالکل ناممکن ہے کہ وہ شخص جو سات سال میں ۳۵ روپے چندہ دے دیتا ہے وہ سوا پانچ آنے زائد چندہ نہیں دے سکتا تھا یقیناً سات سال میں ۳۵ روپے چندہ دینے والوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ملے گا جو سات سال میں سوا پانچ آنے زائد نہ دے سکتا ہو مگر افسوس ہے کہ معمولی سی غفلت کی وجہ سے لوگ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص ایک پیسے کی بجائے ایک آنہ کی زیادتی کرے تو وہ یوں کر سکتا ہے کہ اگر اس نے پہلے سال پانچ روپے دیئے ہیں تو دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ دیدے، تیسرے سال پانچ روپے دو آنے، چوتھے سال پانچ روپے تین آنے، پانچویں سال پانچ روپے چار آنے، چھٹے سال پانچ روپے پانچ آنے، ساتویں سال پانچ روپے چھ آنے، اس طرح سات سالوں میں ایک روپیہ پانچ آنہ کی زیادتی ہوتی ہے اور یہ زیادتی کوئی ایسی نہیں جو ناقابلِ برداشت ہو بلکہ جو شخص سات سال میں ستّر روپے چندہ دے سکتا ہے وہ آسانی سے ایک روپیہ نو آنہ سات سال میں اور بھی ادا کر سکتا ہے۔

پس میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو دوست یکساں چندہ دے رہے ہوں وہ ذرا سی زیادتی کر کے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل ہو سکتے ہیں اگر انہوں نے پچھلے سال پانچ روپے دیئے تھے تو اس سال وہ اپنے چندہ کو پانچ روپے ایک آنہ بنا سکتے ہیں یا اگر اتنی زیادتی بھی وہ نہیں کر سکتے تو پانچ روپے ایک پیسہ کر دیں کیونکہ سابقون کیلئے محض زیادتی کی شرط ہے مقدار کی تعین نہیں۔ بعض لوگ الفاظ غور سے نہیں سنتے اور اس وجہ سے دھوکا کھا جاتے ہیں جیسے امانت فنڈ میں حصہ لینے والے اب شور مچا رہے ہیں کہ ہمیں ہمارا روپیہ واپس کیا جائے حالانکہ اگر وہ غور سے میرے خطبات کو پڑھتے تو متواتر کئی خطبات میں میں نے بتایا تھا کہ یہ میرا اختیار ہوگا کہ

میں اگر چاہوں تو امانت روپیہ کی صورت میں ہی انہیں واپس کروں اور چاہوں تو جائیداد کی صورت میں واپس کروں مگر انہوں نے اس بات کو نہ سمجھا اور اب شور مچا رہے ہیں کہ ہمیں روپیہ ہی دیا جائے جائیداد ہم لینے کیلئے تیار نہیں۔

اسی طرح چندہ میں زیادتی کے متعلق بھی بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید سابقون میں شامل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ انہوں نے اگر پہلے پانچ روپے چندہ دیا ہے تو اب چھ دیں یا سات دیں حالانکہ سابقون میں شامل ہونے کے لئے ایسی کوئی شرط نہیں صرف زیادتی کی شرط ہے خواہ وہ پیسے سے ہو یا آنہ سے ہو یا زیادہ سے ہو بلکہ پیسہ سے کم ہمارے ہاں کوئی سکہ استعمال نہیں ہوتا ورنہ میں تو کہتا کہ ایک آدھی یا ایک پائی سے بھی زیادتی کی جاسکتی ہے۔ پرانے زمانہ میں کوڑیاں استعمال ہوا کرتی تھیں آجکل ان کا رواج نہیں لیکن اگر ان کا رواج ہوتا تو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْن میں شامل ہونے کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ ایک کوڑی زائد دے دیتے مقصد یہ ہے کہ چندہ پہلے سے زیادہ دیا جائے خواہ یہ زیادتی ایک آدھی سے ہو خواہ پائی سے خواہ ایک کوڑی سے ہو یہ انسان کے اپنے حالات پر منحصر ہے کہ وہ جس قسم کی چاہے زیادتی اختیار کرسکتا ہے۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ چندہ میں زیادتی کے متعلق وہ میرا نقطہ نگاہ سمجھ لیں اور جن دوستوں سے اپنے گزشتہ سالوں کے چندہ میں غلطی ہوئی ہے وہ اس کی اصلاح کرلیں۔

میں نے بتایا ہے کہ یہ اصلاح اتنی آسان ہے کہ بغیر کسی بوجھ کے اسے اختیار کرسکتے ہیں اور سوائے ان لوگوں کے جو اپنے حالات کی وجہ سے کمی کرنے پر مجبور ہیں باقی سب دوست چند پیسوں یا چند آنوں کے ساتھ ہی اپنی غلطی کو دور کرسکتے ہیں اور اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہوسکتے ہیں تو یہ بات میں واضح کردینا چاہتا ہوں تا کہ جو دوست غلطی کی وجہ سے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہونے سے محروم رہے ہیں وہ اب اپنی غلطی کا ازالہ کرکے سابقون میں شامل ہوجائیں۔

دوسری بات اس سلسلہ میں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زیادتی بھی دو قسم کی ہے ایک تو وہ دوست ہیں جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا اس سے زیادہ چندہ انہوں نے دوسرے سال دیا اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا اس سے زیادہ چندہ انہوں نے تیسرے سال دیا اور

تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا اور چوتھے سال جتنا چندہ دیا تھا اس سے زیادہ انہوں نے پانچویں سال دیا ان کے لئے اگر وہ سابقون میں شامل ہونا چاہیں تو یہی قاعدہ ہے کہ وہ اب دسویں سال تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جائیں کیونکہ انہوں نے چوتھے سال میں آکر تیسرے سال سے کم چندہ نہیں دیا تھا بلکہ زیادہ دیا تھا۔

پس چونکہ انہوں نے ایک حلقہ اپنے لئے پسند کر لیا ہے اسلئے اب ان کی زیادتی اس صورت میں زیادتی متصور ہوگی کہ جب وہ ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیں گے۔لیکن ایک وہ لوگ ہیں جنہوں نے پہلے تین سالوں میں تو اپنے چندوں میں زیادتی کی لیکن چوتھے سال آکر میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اتنا ہی چندہ دیا جتنا انہوں نے تحریک جدید کے سال اول میں دیا تھا۔مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ روپے دیئے تھے، دوسرے سال انہوں نے دس روپے دیئے اور تیسرے سال پندرہ لیکن چوتھے سال آکر پھر انہوں نے پہلے سال کے چندہ کے مطابق میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر صرف پانچ روپے ہی چندہ دیا ایسے لوگوں نے چونکہ میری مقرر کردہ رعایت اور قانون کے مطابق چوتھے سال اپنے چندہ میں کمی کی اس لئے اب انکی زیادتی پانچویں سال سے شمار ہوگی اور وہ اگر چاہیں تو اب کے پانچ روپے کی جگہ پانچ روپے ایک آنہ دے کر یا پانچ روپے چار آنے دے کر یا چھ روپے دے کر یا سات روپے دے کر یا آٹھ روپے دے کر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہو سکتے ہیں بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ پانچ روپے ایک پیسہ دے کر بھی ایک شخص اپنے چندہ میں اضافہ کر سکتا ہے اور ایسا شخص زیادتی کرنے والوں میں ہی شمار ہوگا بشرطیکہ اب وہ آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندہ پر اضافہ کرتا چلا جائے۔غرض شرط یہ نہیں کہ تیسرے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا اس پر اضافہ کرے بلکہ چوتھے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا اگر آئندہ سالوں میں وہ اس پر زیادتی کرتا رہتا ہے تو وہ بھی سابقون میں ہی شمار کیا جائے گا۔پس ایسے لوگوں کے لئے اصل زیادتی تیسرے سال پر نہیں بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر سمجھی جائے گی مثلاً اگر کسی شخص نے پہلے سال پانچ روپے چندہ دیا تھا دوسرے سال اس نے دس روپے دیئے اور

تیسرے سال بیس لیکن چوتھے سال پھر اس نے پانچ دے دیئے تو اب اگر وہ زیادتی کرنا چاہے تو پانچ پر ہی کرسکتا ہے اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بیس پر زیادتی کرے کیونکہ اس نے چوتھے سال اپنے چندہ میں جو کمی کی تھی وہ اجازت اور قانون کے ماتحت کی تھی۔ میں نے اس امر کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کو فکر لگ گیا ہے کہ ہم نے جو چوتھے سال چندہ دیا تھا وہ تیسرے سال سے بہت کم ہے اب اگر ہم تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کریں تو ہم پر بہت زیادہ بار پڑ جائیگا۔ میں ایسے دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے چوتھے سال کم چندہ دیا ہے تو یہ ان کی زیادتی میں حارج نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے یہ کمی میری دی ہوئی رعایت کے مطابق کی تھی پس وہ اب تیسرے سال کے چندہ پر نہیں بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر اگر دسویں سال تک زیادتی کرتے چلے جائیں گے تو اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن کی فہرست میں آ جائیں گے بشرطیکہ پہلے تین سالوں میں بھی ہر سال زیادتی ہوتی چلی گئی ہو۔ یا اب وہ زیادتی کر دیں مگر شرط یہی ہے کہ انہوں نے چوتھے سال قانون کے مطابق کمی کی ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ جس نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی تو اسے اجازت نہیں کہ وہ پیچھے ہٹے بلکہ اب وہ اس صورت میں اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل رہ سکتا ہے کہ جب ہر سال وہ اپنے چندہ میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے میں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا، تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا، چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا اور پانچویں سال چوتھے سال سے زیادہ چندہ لکھایا ہے۔ پس میں اور میری قسم کے دوسرے دوست جنہوں نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی بلکہ تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کی تھی وہ اس بات پر مجبور ہیں کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جائیں اور پانچویں سال میں چوتھے سے اور چھٹے سال میں پانچویں سے اور ساتویں سال میں چھٹے سے اور آٹھویں سال میں ساتویں سے اور نویں سال میں آٹھویں سے اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں خواہ زیادتی کتنی ہی قلیل ہو۔ لیکن جنہوں نے چوتھے سال اپنا چندہ پہلے سال کے برابر کر دیا تھا لیکن دوسرے اور تیسرے سال بڑھتے چلے گئے تھے ان کی راہ میں چوتھے سال کے چندہ کی کمی کوئی روک نہیں ہوگی بلکہ چوتھے سال سے انکا نیا دور شروع ہوگا اور انکی زیادتی، زیادتی ہی تصور ہوگی

اگر انہوں نے چوتھے سال کے چندہ سے پانچویں سال میں کچھ زیادہ چندہ دیا ہو۔

یہ دو تشریحیں ہیں جو آج میں کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ بہت سے دوستوں نے ملاقات کے وقت مجھ سے اس بارے میں دریافت کیا ہے اور بعض نے رُقعے لکھ کر بھی سوالات کئے ہیں اور چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تحریک جدید کی اہمیت معلوم ہونے کے بعد بہت سے دوستوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ وہ بھی اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّ لُوْ ن میں شامل ہوں اسلئے میں نے یہ تشریحات کر دی ہیں اور ان کی راہ میں جو روکیں حائل تھیں انہیں دور کر دیا ہے۔ میں ان دونوں قسم کی زیادتی کو ایک نقشہ کے ذریعہ سے بھی حل کر دیتا ہوں اور پانچ روپے چندہ دینے والوں کی مثال کی دونوں صورتیں بیان کر دیتا ہوں۔ اول نقشہ یہ ہے کہ ایک شخص نے پہلے سال پانچ روپے دیئے، دوسرے سال پانچ روپے ایک آنہ یا دو آنہ یا چار آنہ زیادتی کی، تیسرے سال پھر زیادتی کی مگر چوتھے سال پھر پانچ روپے چندہ دیا چھٹے سال پانچ روپے ایک آنہ یا دو آنہ یا چار آنہ چندہ دیا اور پانچویں سال اس سے زیادہ اور آخر تک پھر بڑھاتے چلے گئے انکا چوتھے سال کا چندہ گو تیسرے سال سے کم ہے لیکن چونکہ یہ پہلے تین سالہ دور میں بھی چندہ بڑھاتے رہے ہیں اور دوسرے سالہ دور میں بھی چندہ بڑھاتے رہے ہیں باوجود چوتھے سال میں کمی کر دینے کے یہ لوگ سابقون میں شمار ہونگے کیونکہ دونوں دور مستقل صورت رکھتے ہیں اور دونوں دور میں وہ چندہ بڑھاتے چلے گئے ہیں۔ دوسری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے پہلے سال میں پانچ روپے چندہ دیا دوسرے میں پانچ روپے ایک آنہ تیسرے میں پانچ روپے ۲ آنے، چوتھے میں پانچ روپے تین آنے اور پانچویں میں پانچ روپے ۴ آنے اور آخر دور تک وہ کچھ نہ کچھ زیادتی پہلے سال کے چندہ میں کرتے چلے گئے یہ بھی سابقون میں سمجھے جائیں گے کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ اس امر کو اچھی طرح جماعت کے ذہن نشین کر دیں تا کہ عدم علم کی وجہ سے وہ دوست جو زیادہ ثواب میں حصہ لینا چاہیں اس سے محروم نہ رہ جائیں۔

میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جو دوست اس دوران میں فوت ہو جائیں انکی نسبت سمجھا جائے گا کہ وہ آخر تک چندہ دیتے رہے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں جس قسم کے چندہ دہندوں کی قسم میں آرہے تھے اسی قسم میں ان کا نام شامل کیا جائے گا اور یہ نہ کہا جائے گا کہ انہوں نے

پورے دس سال چندہ نہیں دیا۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہوتا ہے نہ کہ اس عمل پر جو انسان کے اختیار میں نہ ہو۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سال کے جلسہ میں ایک غیر معمولی تبلیغ ہوئی ہے جو پہلے سالوں میں نہیں ہؤا کرتی تھی اور وہ ہندوؤں اور سکھوں کو تبلیغ ہے۔ اس سال ہمارے جلسہ میں ہندوؤں اور سکھوں میں سے ایک معقول تعداد شامل ہوئی ہے۔ معقول کا لفظ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کے لحاظ سے استعمال نہیں کر رہا۔ بلکہ پہلے زمانہ کے لحاظ سے استعمال کر رہا ہوں۔ پندرہ بیس ہندو اور سکھ دوست اس دفعہ ہمارے اس جلسہ میں شامل ہوئے اور وہ مجھ سے بھی ملے اور لیکچروں میں بھی شامل ہوتے رہے۔ ان میں سے بعض تو درمیان میں چلے گئے مگر بعض آخر تک ٹھہرے رہے۔ ان ہندوؤں اور سکھوں میں بیرسٹر بھی تھے، وکلا بھی تھے، انجینئر بھی تھے، ڈاکٹر بھی تھے، زمیندار بھی تھے، غرض ہر قسم کے لوگ ان میں شامل تھے۔ ہندوؤں میں چونکہ ایک لمبا عرصہ سے تعلیم کا سلسلہ جاری ہے اور مسلمانوں سے وہ زیادہ تعلیم یافتہ ہیں اس لئے ہندو تعلیم یافتہ طبقہ مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ سے زیادہ سنجیدہ ہے۔ مسلمانوں میں ابھی چھچھورا پن پایا جاتا ہے لیکن ہندوؤں میں چونکہ دیر سے تعلیم میں ترقی ہو رہی ہے اس لئے اس تعلیم کی وجہ سے آہستہ آہستہ ان میں ایک ایسا وقار پیدا ہو گیا ہے جو بالعموم مسلمانوں میں نظر نہیں آتا۔ ہندوؤں میں اس روح کا پیدا ہو جانا اور پھر ان کا ہمارے پاس ہی ٹھہرنا ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا موجب ہے۔ ایک ہندو صاحب کو تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا وہ میری تقریر کے باقاعدہ اسی طرح نوٹ لیتے رہے جس طرح باقی احمدی دوست نوٹ لیتے رہے تھے۔

پس یہ ایک نیا سلسلہ شروع ہؤا ہے جسے میرے نزدیک زیادہ سے زیادہ ترقی دیتے چلے جانا چاہئے۔ پچھلے آٹھ دس سال میں ہم نے غیر احمدی اصحاب کو یہاں لانے کی کوشش شروع کی ہے اور اس میں ہمیں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں غیر احمدی آتے اور سینکڑوں ہی بیعت کر کے جاتے ہیں۔ نصف کے قریب تو ضرور ہی بیعت کر کے جاتے ہیں۔ گو اگر صحیح کوشش کی جائے تو میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ لوگ

بیعت کر سکتے ہیں۔مگر نقص یہ ہے کہ جو دوست انہیں اپنے ہمراہ لاتے ہیں وہ ان کی نگرانی نہیں کرتے۔اگر وہ نگرانی رکھیں اور انہیں جلسوں اور لیکچروں میں توجہ سے بٹھائیں تو اسّی نوّے فیصدی بلکہ سو فیصدی کی بیعت کی امید کرنا بے جا نہ ہوگا۔مگر ابھی ان غیر احمدی دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے والے اس امر کی طرف صحیح متوجہ نہیں ہوئے کہ ان کا کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیں اور کوشش کریں کہ وہ جلسہ سے پورا فائدہ اٹھائیں لیکن پھر بھی میں نے دیکھا ہے کہ پچاس فیصدی لوگ بیعت کر کے ہی واپس جاتے ہیں۔بعض لوگ پہلے دن سے ہی شکایت کرتے ہیں کہ ہم فلاں غیر احمدی دوست کو اپنے ہمراہ لائے تھے مگر وہ متأثر نہیں ہوا لیکن دوسرے ہی دن وہ پھر آجاتے ہیں اور کہتے ہیں آج آپ کی تقریر سن کر یا دوسرے دوستوں کی تقریریں سن کر ان کا سینہ کُھل گیا ہے۔اِن کی بیعت لی جائے اور جو دوسرے دن بھی رہ جاتا ہے اس کا تیسرے دن سینہ کُھل جاتا ہے اور وہ بیعت کر لیتا ہے۔

پس یہاں آنے کے بعد بہت سے لوگوں کے دل کُھل جاتے ہیں اور سوائے ان کے جو بھاگ جائیں۔باقیوں میں سے اکثر بیعت کر کے ہی واپس لوٹتے ہیں لیکن کئی ایسے ہوتے ہیں جو سالہا سال آتے رہتے ہیں اور بیعت نہیں کرتے آخر کئی سالوں کے بعد وہ بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔چنانچہ اسی سال ایک صاحب نے بتایا کہ میں آٹھ سال سے جلسہ سالانہ پر آرہا ہوں مگر بیعت کی مجھے آج توفیق ملی ہے۔ایک اور صاحب نے بتایا کہ میں تین چار سال سے آرہا ہوں اور باقاعدہ ہر جلسہ میں شامل ہوتا رہا ہوں لیکن بیعت میں آج کر رہا ہوں۔تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سالہا سال آتے رہتے ہیں اور بیعت میں شامل نہیں ہوتے لیکن ایسے لوگوں کو بھی دراصل بیعت میں ہی سمجھنا چاہئے کیونکہ جب وہ ایک دفعہ یہاں آئے تو پھر وہ اس بات پر مجبور ہو گئے کہ یہاں بار بار آئیں اور وہ ہر دفعہ ہم سے کچھ لینے کے لئے آموجود ہوئے۔پس گو وہ بیعت میں شامل نہ تھے مگر ان کا معاملہ ایسا ہی تھا جیسے بیعت والوں کا ہوتا ہے انہوں نے بھی جب قادیان کو دیکھا تو پھر وہ اسے چھوڑ نہ سکے اور اس بات پر مجبور ہوئے کہ بار بار یہاں آئیں۔تو یہ تجربہ جو اس دفعہ ہندوؤں اور سکھوں کے متعلق ہوا ہے نہایت ہی کامیاب رہا ہے اور ضرورت ہے کہ اس پر زیادہ زور دیا جائے۔یہ ایک نیا تجربہ ہے اور اس

بات کا متقاضی ہے کہ ہم لوگ اس کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ سب سے پہلے صرف ایک ہندو دوست ہمارے جلسہ پر آئے تھے۔ جس پر ہم نے بڑی خوشی کا اظہار کیا وہ دوست اب ہیں تو احمدی لیکن ان کا نام ہندوانہ ہی ہے۔ اسی طرح ایک اور ہندو دوست ہیں وہ ابھی احمدی نہیں ہوئے لیکن انہیں احمدیت کی سچائی کا احساس شروع ہوگیا ہے۔ چنانچہ اُس نے مجھے ایسے خط لکھنے شروع کر دیئے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مجھے آپ کی بیعت کر لینی چاہئے۔

ایک اور اسی قسم کے صاحب دہلی میں ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ فلاں فلاں روک میرے رستہ میں حائل ہے اگر یہ دور ہو جائے تو میں آپ کی ضرور بیعت کرلوں۔ ایک روک انہوں نے یہ بتائی کہ میری والدہ زندہ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں نے احمدیت قبول کی تو انہیں صدمہ ہوگا۔ پس ایک طرف میرا جی چاہتا ہے کہ وہ زندہ رہیں اور دوسری طرف میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ ایک صداقت کے قبول کرنے میں روک بن رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوؤں میں ایک تغیر محسوس کرتا ہوں۔ بعض ہندو دوست ہمارے جلسہ پر چار چار پانچ پانچ سال آتے رہے اور آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں صداقت قبول کرنے کی توفیق دے دی یا صداقت قبول کرنے کے لئے وہ بہت حد تک تیار ہو گئے مگر تبلیغ کے صرف یہ معنی نہیں ہوتے کہ کوئی مسلمان ہو جائے۔ ہماری جماعت میں سے کئی ایسے دوست ہیں جو ہندو اور سکھ صاحبان کو اپنے ہمراہ لانے میں اس لئے کوتاہی کر جاتے ہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے کونسا مسلمان ہو جانا ہے حالانکہ ہر تبلیغ میں ایک تعلیمی پہلو بھی ہوتا ہے جسے مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ آخر اس ملک میں ہندو بھی رہتے ہیں، مسلمان بھی رہتے ہیں اور دوسری قومیں بھی رہتی ہیں اب اگر تمام قوموں کے افراد ایک دوسرے سے ملیں گے نہیں تو انہیں ایک دوسرے کے حالات کا کیونکر علم ہوگا اور ایک دوسرے کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں وہ دور کس طرح ہونگی۔ قادیان کو ہی دیکھ لو یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں میں سے بعض ہمارے خلاف جھوٹ بولتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر ہماری طرف سے مظالم توڑے جاتے ہیں اس طرح وہ اپنی تمام قوم کے لوگوں میں ہمارے خلاف اشتعال پیدا کرتے ہیں۔ اب قدرتی طور پر اس پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ناواقف لوگ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ واقعی میں قادیان میں جماعت احمدیہ

کی طرف سے ہندوؤں اور سکھوں پر ظلم ہو رہا ہے لیکن اگر انہی کے ہم مذہب آدمی یہاں آئیں اور وہ ہمارے سلوک کو دیکھیں تو وہ خود بخود حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں گے اور سمجھ لیں گے کہ وہ لوگ جو خود اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کر رہے ہیں، ظالم ہیں اور جن کو ظالم کہا جاتا ہے وہ مظلوم ہیں۔تو صرف یہی نہیں دیکھا جاتا کہ کوئی احمدی ہوتا ہے یا نہیں بلکہ یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ان تعلقات کے نتیجہ میں ملک کے امن میں ترقی ہوتی ہے اور وہ تنافر دور ہو جاتا ہے جو ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق پایا جاتا ہے۔پچھلی دفعہ ایک ہندو اخبار کے ایڈیٹر ہمارے جلسہ پر آئے اور انہوں نے واپس جا کر اپنے اخبار میں لکھا کہ ہمیں تو یہ بتایا جاتا تھا کہ احمدی بڑے وحشی ہوتے ہیں مگر ان کا جلسہ دیکھنے کے بعد میری یہ رائے ہے کہ یہ درست نہیں۔احمدی بڑے اچھے ہوتے ہیں اور ان کی خواہش ہے دنیا میں نیکی ترقی کرے اور ملک میں امن قائم ہو۔اب چاہے وہ کتنے ہی متعصّب ہوں کسی مجلس میں جب یہ کہا جائے گا کہ احمدی ظالم اور بداخلاق ہوتے ہیں تو وہ کہیں گے بالکل غلط ہے۔میں خود ان کے جلسہ میں شامل ہوا اور میں اپنے مشاہدہ کے رو سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے جو ان کے متعلق کہا جاتا ہے۔تو یہ بھی ہندوؤں اور سکھوں کے یہاں آنے کا ایک فائدہ ہے اور درحقیقت بہت بڑا فائدہ ہے۔پس اس بات سے گھبرانا نہیں چاہیئے کہ اگر ہم انہیں ہمراہ لائے تو وہ احمدی نہیں ہونگے۔بے شک وہ احمدی نہ ہوں لیکن یہ ضرور فائدہ حاصل ہوگا کہ ہماری جماعت کے متعلق ان کی رائے بدل جائے گی اور وہ یہ اقرار کرنے پر مجبور ہونگے کہ جماعت احمدیہ کے متعلق مخالف جو کچھ کہتے ہیں وہ غلط ہے۔پھر ایک اور بات بھی ہے جس کا ہمارے احمدی دوست اگر چاہیں تو تجربہ کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ جب وہ غیر احمدی دوستوں کو اپنے ہمراہ لاتے ہیں تو ان میں سے اکثر کا کرایہ انہیں خود ادا کرنا پڑتا ہے لیکن ہندو اکثر اپنے کرایہ پر آتے ہیں اور اپنے کرایہ پر ہی جاتے ہیں چونکہ انہیں علم کی قدر ہے اس لئے وہ ایسے موقعوں پر اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے نئے علوم حاصل کرنے کے لئے پہنچ جاتے ہیں مگر مسلمانوں میں چونکہ تعلیم کی کمی ہے۔اس لئے انہیں کرایہ دے دے کر ساتھ لانا پڑتا ہے۔تو ہندو اور سکھ دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے میں بہت بڑا فائدہ ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں جلسہ سالانہ کے موقع

پر یہاں آنے کی تحریک کی جائے۔ غیر احمدیوں میں اپنا کرایہ خرچ کر کے آنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو دوسروں کے کرایہ پر یہاں آتے ہیں مگر ہندوؤں میں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو اپنے کرایہ پر یہاں آتے ہیں اور ان لوگوں کی تعداد کم ہے جو دوسروں کے کرایہ پر یہاں آتے ہیں۔

پس اگر ہندو دوستوں کو آئندہ کوشش کر کے اپنے ہمراہ لایا جائے تو وہ ہماری جماعت کے دوستوں پر بوجھ بھی نہیں بنیں گے اور فائدہ بھی زیادہ ہوگا۔ بے شک وہ مسلمان نہ ہوں لیکن اگر وہ یہ سمجھ کر یہاں سے جائیں کہ احمدی ایسے برے نہیں ہوتے جیسا کہ ان کو سمجھا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ بھی ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ ایسا شخص ہر جگہ ہمارا ایک قسم کا مبلّغ ہوتا ہے اور جب بھی جماعت پر کوئی اعتراض ہو رہا ہو تو وہ اس کا رد کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک ہندو صاحب اسی جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے تھے، دوستوں نے سنایا کہ یہ ہر وقت ہماری ہی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے وہ دلائل یاد کر لئے ہیں جو وفات مسیح وغیرہ کے ثبوت میں ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اور جب کوئی ایسا موقع پیش آتا ہے جب کسی غیر احمدی مولوی سے وفات مسیح پر بحث کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں مرکز سے مبلغ کیا منگوانا ہے میں اس سے بحث کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ قرآن کریم کے رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے لگ جاتے ہیں اور ایسی اعلیٰ درجہ کی بحث کرتے ہیں کہ مخالف مولوی لاجواب ہوتے ہیں۔ دوستوں نے سنایا کہ ان میں تبلیغ کا ایسا اعلیٰ ملکہ پیدا ہو گیا ہے کہ مخالف مولویوں کا ناطقہ بند کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سیالکوٹ کے ضلع میں ایک ہندو صاحب ہیں اُن کے متعلق بھی دوستوں نے بتایا کہ انہوں نے اسلامی مسائل خوب یاد کر لئے ہیں اور مخالفوں سے ہماری جگہ بحثیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ ایک بھاری فائدہ ہے جو اس دفعہ ہمیں حاصل ہؤا ہے اور میں دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ آئندہ ہندو صاحبان کو بہت کثرت کے ساتھ اپنے ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔ ہم ان کے کھانے کا الگ انتظام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ایک ہندو باورچی رکھ کر ان کے لئے کھانا تیار کیا جا سکتا ہے۔ گو اب ہندوؤں کا تعلیم یافتہ طبقہ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے لگ گیا ہے لیکن پھر بھی ان کے لئے الگ انتظام کیا جا سکتا ہے۔ گو اس دفعہ

ہندو دوستوں کے لئے جب الگ انتظام کیا گیا تو ان میں سے بعض نے انکار کر دیا اور کہا کہ جس طرح باقی لوگ رہتے ہیں ہم اسی طرح رہیں گے ہمارے لئے کسی الگ انتظام کی ضرورت نہیں۔ درحقیقت اس قوم میں دیر سے تعلیم ہونے کی وجہ سے وقار پیدا ہو گیا ہے اور ایسی سعادت کے آثار ان میں پائے جاتے ہیں جو بہت ہی قابلِ تعریف ہیں لیکن پھر بھی ہم ہندو دوستوں کے لئے الگ انتظام کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ آئندہ سال خصوصیت کے ساتھ ہندو دوستوں کو اپنے ہمراہ لانے کی کوشش کریں۔ غرض تبدیلی مذہب کے نقطۂ نگاہ سے ہر بات کو نہیں دیکھنا چاہئے اور محض اس وجہ سے ان کو اپنے ہمراہ لانے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے کہ انہوں نے کونسا مسلمان ہو جانا ہے کیونکہ ان کو یہاں لانے کی غرض صرف یہی نہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ ہماری غرض یہ بھی ہے کہ وہ احمدیت کا نقطۂ نگاہ سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور انہیں پتہ لگ جائے کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ پس میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلا دیتا ہوں اور چونکہ آج بہت سے دوستوں نے ساڑھے تین بجے کی گاڑی سے واپس جانا ہے اس لئے خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ ہاں یہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ میں جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز جمع کر کے پڑھاؤں گا تا کہ وہ دوست جنہوں نے جانا ہے جا سکیں۔

(الفضل ۱۷؍جنوری ۱۹۳۹ء)